ملفوظاتِ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمہ اللہ

جمع وترتیب: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۴۔ دین پر چلنا ہی سیاست ہے: فرمایا! ایک مجلس میں ایک صاحب مودودی جماعت کے امیر تھے، میرے سامنے اس کی اور جماعت کی بڑی تعریفیں کرنے لگے میں نے ڈانٹ دیا کہ اتنی تیز باتیں مت کرو، سیاست تو ہمارا دین ہے، دین پر چلنا ہی سیاست ہے، افراد کی اصلاح کرو تو سیاست خود بخود ٹھیک ہوجائے گی مودودی صاحب کا کام مجھے بتلاؤ اور میں ایسے بے شمار ایک ایک فرد کی مثالیں پیش کرتا ہوں کہ ان کے ایک جگہ جانے سے سینکڑوں کی اصلاح ہوجاتی ہے، ڈاڑھی چھوڑنے لگتے ہیں، گناہوں سے تائب ہوجاتے ہیں تم مجھے بتلاؤ کہ مودودی صاحب نے کسی ایک کی بھی اصلاح کی کہ مجھے محمدی ڈاڑھی چاہیے، مودودی صاحب کسی امام کا مقلد نہیں کسی ایک بزرگ کا معتقد نہیں اس نے صحابہؓ تک کو تنقید سے نہیں چھوڑا تو میں نے کہا کہ ایسے شخص کی اتنی تعریف مت کرو۔

۱۵۔ پیدل سفرِ حج کا عجیب لطف: بعد از نمازِ مغرب ایک دفعہ جب کہ مسجد نبویؐ سے مکان جاتے ہوئے حضرت کے ساتھ تنہا جارہا تھا تو فرمایا کہ ابتداء میں جب یہاں آیا تو کئی حج یہاں سے عرفات تک پیدل کیے، پانی کی مشک اور سامانِ ضرورت اٹھائے ہوئے جب ہمارے رفقاء پیدل جاتے اور ذکر واذکار میں محو ہوتے تو عجب لطف ہوتا اس قسم کے پُر از مشقت حج میں پہلی دفعہ، جو کیفیت محسوس ہوئی وہ پھر نہ ہوئی، میں نے عرفات کے میدان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے دو پلیٹوں میں دو تلی ہوئی مچھلیاں میرے سامنے رکھیں اور فرمایا کہ ھذا حج مبرور وھذہ عمرۃٌ متقلبہ۔ (یہ ایک مقبول حج اور دوسرا مقبول عمرہ ہے)

۱۶۔ قرآن پاک کی تلاوت کی حلاوت: فرمایا! بعد از عصر مجلس میں قاری نے تلاوت فرمائی تو فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ حلاوت کسی اور چیز میں بھی ہے، یہ قرآن کریم کی نعمت ہے الحمدللہ الذی اعزنا بالاسلام وشرفنابہ۔ میں جب پہلی بار مدینہ حاضری میں حرم شریف میں حاضر ہوتا تو ایک عجیب خوشبو مزار مبارک کے اندر سے آتی تھی اور مجھے محسوس ہوتی تھی، جب رخصت ہو کر واپس جانے لگا تو رابغ تک محسوس ہوتی رہی، وہ ایک خاص قسم کی خوشبو تھی، جالی مبارک اور کلام پاک کی خوشبو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی خوشبو تو میری زبان سے بے اختیار نکلتا کہ یہ کفار یہاں آکر کیوں یہ خوشبو نہیں پاتے کہ مسلمان ہوجائیں کوشش کرنی چاہیے کہ اسلام کی نعمت حاصل ہو، صحابہؓ کے اخلاق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

نصیب ہوں۔

۱۷۔حضرت لاہوریؒ کے مزار سے خوشبو آنے کا تذکرہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے مزار سے بعد از وفات خوشبو آنے لگی تھی اور اخبارات میں بھی نکلا، اس کا تذکرہ ہوا تو فرمایا! بے شک یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کی مثال بارش جیسی ہے لایدری فی اولہ خیر ام فی اخرہ ۔اول میں بھی خیر ہے آخر میں بھی خیر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں علماء، صلحاء اور مشائخ کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

۱۸۔حضرت بایزید بسطامیؒ کے دستِ مبارک پر پادری کا اسلام قبول کرنا: بایزید بسطامیؒ ایک دن نصاریٰ کے گرجے میں لباسِ نصاریٰ پہن کر تشریف لے گئے ان کی عبادت کا ایک خاص دن ہوتا ہے۔ جب پادری خطبہ دینے کھڑا ہوا تو اس کی زبان بند ہوگئی تو کہا کہ کسی اجنبی شخص کی وجہ سے میرے قلب پر اثر ہوا کہ زبان چلتی نہیں، لوگوں نے تلاش شروع کروائی مگر بایزیدؒ کو پہچان نہ سکے، جب پادری دوبارہ منبر پر کھڑا ہوا تو دوبارہ اس کی زبان بند ہوگئی تو تلاش شروع کروائی اور کہا کہ ظاہری لباس کو مت دیکھو بلکہ اجنبی چہرہ اور صورت کو پہچاننے کی کوشش کرو، صورت نئی تھی اور حضرت بایزید کو پہچان گئے، پادری کو بتلایا تو وہ آیا، ہاتھ چومے اور فوراً کلمہ شہادت پڑھ لیا اور کلمہ کیا پڑھا کہ مجلس میں جتنے لوگ تھے سب نے کلمہ پڑھا۔ مولانا رومؒ نے اس مقام پر لکھا ہے کہ شانِ اُلوہیت دیکھیے کہ ایک شخص کو لباسِ نصرانیت پہنا کر سینکڑوں ہزاروں سے لباسِ نصرانیت اُتروا دیتا ہے، تو اللہ والوں کی بعض ظاہری چیزیں اس قسم کی ہوتی ہیں اور اس سے بھی اتنا خیر ظاہر ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ بزرگوں پر تنقید سے بچائے۔

۱۹۔خواجہ عزیزاں رامیتنی کی ہدایت کے لیے قربانیوں کا تذکرہ: خواجہ عزیزاں رامیتنی سے کسی نے پوچھا تصوف کیا ہے؟ فرمایا اتصال وانفصال، جوڑنا اور توڑنا۔ یعنی اللہ سے جوڑنا اور مخلوق سے توڑنا ہے۔ سوال کرنے والا کپڑا بنتا تھا، جوڑنا توڑنا اس کا کام تھا، تو اس کے پیشے کے مطابق اسے جواب دیا، ایک دفعہ آپ خوارزم تشریف لے گئے تو شہر میں داخلہ کے وقت فرمایا کہ خواجہ عزیزاں شہر میں اذنِ مَلکی اور آپ کی سند سے داخل ہونا چاہتے ہیں، بادشاہ نے ہنسی مذاق کیا کہ ہر نساج آئے گا اور اسے شاہی مہر دی جائے گی اور ہنسی مذاق میں اجازت دی اور مہر لگوادی شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کے مزدوروں کے پاس پہنچ کر کہا کہ آج عزیزاں کے ساتھ کام کرو مزدوری بہت ملے گی، کام آسان ہے ساتھ لے گئے عصر تک انہیں بٹھایا، نماز سکھائی، مراقبہ کروایا اور اچھی خاصی مزدوری بھی دی، ہمارے مشائخ نے ایسی قربانیاں ہدایت کے لیے دیں۔ دوسرے دن مزدوروں کا اور بھی جمگھٹا ہو گیا یہاں تک کہ بازار میں مزدور نہ ملتا تھا، شکایت بادشاہ تک پہنچی کہ ایسا شخص آیا ہے اور اس نے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے سارے مزدور اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں اور اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو سارا نظام گڑبڑ ہو جائے گا۔ کام کے لیے کوئی مزدور نہ ملے گا، بادشاہ نے خواجہ عزیزاں کو بلایا اور کہا کہ ارے یہ تو بڑا عقل مند ہے، ہم نے آ

دیوانہ سمجھ کر مذاق کیا تھا۔ الغرض بادشاہ اور مصاحب بھی بیعت ہوئے، ہمارے شاہ خالد رومی نے مکہ میں ایک خلیفہ کو اپنی طرف سے رقم بھیجی کہ میں تم کو دیتا رہوں گا مگر کسی حاجی سے کچھ نہ لینا کہ ہمارے مشائخ پر کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے اور ان پر حرف نہ آئے، یہ تھے ہمارے اسلاف اور اکابر:

اولئك ابائی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

جہاں بھی ہمارے بزرگوں نے قدم رکھا وہاں ایک عالم روشن کردیا، ہمارا مقصد بھی خدا کرے کہ صرف رضائے حق، قربِ حق ورضائے حق ہوجائے باقی سب (چھلکے) ہیں۔

۲۰۔ عورتوں کو پورے پردے کا اہتمام کرنا چاہیے: ایک سوال کے جواب میں فرمایا! کہ مسجد نبویؐ کی فضیلت کہ ایک نماز کے عوض ایک ہزار کا ثواب ہے مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں، ان کے لیے گھر ہی میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ عورتیں بناؤ سنگھار کر کے اور عطر لگا کر جاتی ہیں تو اور بھی برا ہے، ہاں چونکہ باہر سے دُور دراز سے عورتیں سفر کر کے آتی ہیں تو انہیں بھی چاہیے کہ سادہ اور باپردہ لباس میں جائیں اگر پورے پردے میں جائیں شریعت کے حدود کے اندر رہتی ہیں تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سنّت کا اجر اور بدلہ انہیں دیدے۔

۲۱۔ روحِ حج کی طرف آج کل بالکل توجہ نہیں: فرمایا! عورتوں کا مساجد میں جانا بھی آج کل فیشن بن گیا ہے، مسجد نبویؐ میں فیشن کر کے جاتی ہیں اور وہاں جا کر باتیں کرتی ہیں اور گپ لگاتی ہیں بلکہ اکثر لوگ آج کل ''حج کردن تماشا جہاں بودن'' کا مصداق بن گئے ہیں۔ روحِ حج کی طرف آج کل بالکل توجہ نہیں، لوگوں نے اسے سیر وسیاحت بنالیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو آدابِ حج، برکاتِ حج اور صحیح حج نصیب فرمائے۔

۲۲۔ یہ تکلیف بھی ضیافتِ نبویؐ ہے: ایک مریض کو مخاطب ہوکر فرمایا: اس سفر میں مرض کا آنا، تکالیف کا آنا سب کفارہ ہے، ترقی درجات ہے اور یہ تکلیف بھی ضیافتِ نبویؐ ہے۔

۲۳۔ تصوف کا مقصد صرف قربِ حق اور رضائے حق رہے: فرمایا! تصوف کی روح اتباعِ سنت اور درستگیٔ اخلاق وعبادات ہے۔ میرا ایک رفیق تھا، میں نے اسے ایک دفعہ ڈانٹا اور ناراض ہوا تو اس نے مجھے لکھا کہ تم اچھے اچھے کھانے کھاتے ہو میں نے کہا میرے بزرگ، تصوف خشک کھانے اور تر کھانے کا نام نہیں بلکہ ''حسن المعاملة مع الخلق والخالق'' کا نام ہے کہ مخلوق کو بھی دھوکا نہ دے اور خالق کو بھی دھوکا نہ دے آج کل اس چیز کا لحاظ کم ہے، لوگ کشف وکرامت، خوارقِ عادات وجد اور حالات میں پڑے ہوئے ہیں، ہمارے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ ''کشف را بر کفش زند'' یہ سب قشور (چھلکے) ہیں ان کو پھینک دینا چاہیے۔ مقصد صرف قربِ حق رضائے حق رہے اور وہ محصور ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات واطوار میں ہر صورت میں جہاں بھی امکان ہو، معاملات ہوں، عبادات ہوں، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا ہر چیز میں۔

۲۴۔نظر برقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فرمایا! ''نظر برقدم'' کے بارے میں میرے شیخ فرماتے تھے کہ نظر برقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سالک کو ہر وقت حضورؐ کے قدم پر نظر رکھنی چاہیے، عادات، اطوار، عبادات اور معاملات میں۔

۲۵۔دین و دنیا دونوں یہاں ملتے ہیں مگر محبت اور عقیدت شرط ہے: فرمایا! ایک شاذلی بزرگ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ کے کسی ایک پتھر کو عقیدت اور محبت سے دیکھنا قطب اور غوث کے دیکھنے سے بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین نے ان گلیوں کو مس کیا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کیمیا اثر سے تو مدینہ کے آس پاس کوئی جگہ خالی نہیں رہی، عقیدت اور ادب واحترام کی ضرورت ہے پھر یہاں کوئی شخص خالی نہ جائے گا۔ سید مصطفیٰ علیہ السلام کا دروازہ تو قیامت تک کھلا ہے جس کا جی چاہے وہ آئے اور لے جائے۔ ع: ایں درگہ ما درگہ ناامیدی نیست۔ دین اور دنیا دونوں یہاں ملتے ہیں مگر محبت اور عقیدت شرط ہے۔

۲۶۔مدینہ طیبہ کے پیدل سفر کے واقعات اور انوارات و برکات کا تذکرہ: فرمایا! ایک دفعہ مدینہ طیبہ پیدل آرہا تھا، میرے بھائی مولوی عبدالقیوم صاحب جن کا انتقال ہو چکا ہے اور ایک دوسرے بزرگ مولانا مستجاب خان چترال والے ساتھ تھے جو صحیح العقیدہ، شب خیز، کم سخن، تہجد گزار ہے، عاشق ہے، حضورؐ کا نام سنتا ہے تو گریہ طاری ہوتا ہے۔ ہم تینوں کا سفر پیدل تھا، جب بیر الشیخ پہنچے، خادم میں تھا دونوں کا، مولوی صاحب عمر میں مجھ سے کچھ بڑے تھے یا قریب اور بھائی چھوٹا تھا، مستورہ سے بیر الشیخ تک کی منزل بہت سخت تھی، مولوی صاحب نے کہا تھکاوٹ اور سفر کی خشکی بہت چڑھ گئی ہے، آج ہمارے لیے پلاؤ پکاؤ، پکایا، کھا کر سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ مسجد نبویؐ میں حاضر ہوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں اور سو رہے ہیں، مصافحہ کا خیال آیا مگر آرام کے خیال سے تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا، اسی درمیان اپنے آپ کو خواب میں دار الشیخ میں دیکھا کہ والدہ بھی ساتھ ہے اور دیکھا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لائے ہیں شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) بھی ساتھ ہیں۔ میں نے والدہ سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ حضورؐ کو دعوت دوں فرمایا کہ ہزاروں لوگ ہیں، کس کی دعوت قبول فرمائیں گے؟ میں نے کہا میری دعوت اخلاص کی ہے قبول کرلیں گے اسی خیال میں تھا کہ جاگ اٹھا وہاں سے ابیار حسانی کی منزل سات آٹھ گھنٹے کی ہے، ہم ذرا دیر سے ظہر کے بعد نکلے چلتے چلتے صبح کا وقت ہوا دیر سے نکلے تھے، ابھی منزل آئی نہیں تھی مگر اس وقت اندازہ یہ ہوا کہ منزل تک ۱۵ منٹ کا راستہ ہوگا، بھائی کو میں نے پانی کی مشک اور چھتری دی اور خود استنجا کرنے ٹھہرا، فارغ ہوا تو غلطی سے دائیں طرف چلنے لگا اور منزل کا راستہ غلط ہوگیا، چلتے چلتے دوپہر ہوئی، نہ پانی نہ چھتری نہ ساتھی، جنگلی راستہ تھا جس میں کسی انسان کی آمد و رفت نہیں تھی اب سمجھا کہ حالت خراب ہے، سخت گرمی کا موسم زندگی سے ناامید ہوا، پیاس بے انتہا تھی خشک لُو اور رات بھر کا چلا ہوا کہ اتنے میں ایک درخت نظر آیا اور خدا شاہد ہے کہ میں اس خیال سے ادھر چلنے لگا کہ وہاں جان دے دوں، کیکر کا درخت تھا جس میں پتے بھی نہ تھے تو زندگی کی ظاہری امید کوئی نہ تھی۔ وہاں پہنچا تو خدا کی شان کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی اور ٹھنڈی مشک لٹکی ہوئی ہے اور ایک بدو نے پلاؤ کی ایک دیگ

چڑھائی ہے اور بار بار کہتا ہے کہ اھلاً وسھلاً ومرحبا بضیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو خوش آمدید) فوراً پانی نکال کر پلایا اور پلاؤ کی پلیٹ بھر کر میرے سامنے رکھ دی میں سمجھا کہ رحمت کا فرشتہ ہے جسے خدا نے یہاں بھیج دیا ہے پھر اُس نے چائے بنا کر پلائی اور کہا کہ دوسری منزل کو ایک گھنٹے کا راستہ ہے، پہلی منزل تم نے ختم کر لی ہے اور تمہارے رفیق آدھی رات کو پہنچیں گے اور تم ابھی سے پہنچ گئے ہو اگر یہاں آرام کرنا چاہو تو تمہاری مرضی ورنہ ہو کر وہاں سو جاؤ۔

میں احتیاطاً اسی وقت اکیلا روانہ ہوا، شیفتہ منزل پر پہنچا اور وہاں لیٹ گیا۔ صبح اشراق کے وقت ان کا قافلہ آیا۔ بھائی بھی تھے اور مولانا چترالی بھی، انھوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ لوگوں نے تمہاری تلاش سے منع کر دیا تھا کہ زندگی ہوئی تو مل جائے گا ورنہ تلاش میں تم بھی ختم ہو جاؤ گے، الغرض میں نے یہ چشم دید واقعہ دیکھا کہ میرے لیے خدا نے جنگل کو منگل بنا دیا۔ میرے پاس کچھ پیسے چار پانچ قرش تھے ساتھیوں کو دینے لگا کہ ان کے ساتھ انھوں نے کہا نہیں تم تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے۔ الغرض یہ سفر آخرت کا سفر ہے، تکالیف پیش آتی ہیں جن پر خوشیاں کرے، صبر کرے۔ اب تو موٹر ہے برف ہے پانی ہے تربوز تک مل جاتا ہے اور عرفات میں ہر چیز مہیا ہو جاتی ہے۔ اُس زمانے میں لوگ منیٰ سے عرفات تک دو تین ریال کا پانی پی لیتے تھے، مولوی لطف اللہ صاحب (حضرت صاحبِ ملفوظات کے بھتیجے جو سامنے موجود تھے) کے والد صاحب نے ایک دفعہ صرف منیٰ سے عرفات تک کے ۵ ریال کا پانی خرید کر پیا، ٹھنڈا بھی نہ تھا، چھوٹے چھوٹے شربے (مٹی کی چھوٹی صراحی) تھے اس وقت لوگ اس سفر میں قدم قدم پر نفل پڑھتے تھے۔ تمام راستہ میں اوراد، اذکار اور تلاوتِ قرآن کرتے تھے اور ہر چیز کو ذوق وشوق سے دیکھتے تھے اب تو لوگوں نے سفر حج کو تجارت بنا دیا۔ بازاروں میں ہیں، مقصد ہی بھول گئے اب نہ دعا ہے نہ ذکر واذکار، نہ تلاوت کچھ وہاں سے لانا اور کچھ یہاں سے نکالنا تو صحیح حج بہت بڑی محنت ہے اور اس زمانہ میں تو یہی حج کی شکل میں جہاد رہ گیا ہے، اب کفار سے جہاد کہاں؟ اب تو کفار، مشرک، بدعتی، سب سے ملتے ہیں ان کی نقلیں صورت، سیرت، چال ڈھال میں اُتارتے ہیں، حرمین میں انگریزی بال، ننگا سر اور نکٹائی معلوم نہیں کہ یہ کون سا مقام ہے؟ انبیاء کرام حرم مکی میں داخل ہو کر ادباً مع الحرم اپنے جوتے اتار لیتے تھے ہم تو روضہ شریف تک غلاظتوں سے بھرے ہوئے جوتے لے جاتے ہیں، اصل چیز ادب ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت، لباس، صورت، سیرت، اخلاق و عادات ہمیں نصیب کرے۔ پھر تو مزا ہے نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ☆☆☆

فحش گوئی کے نقصانات

☆فحش گوئی ایمان کے ضعیف اور دین کی قلت کی دلیل ہے۔ ☆یہ فطرت کی خباثت کی علامت ہے۔ ☆فحش گو سے دوست اور باعزت لوگ دور رہتے ہیں۔ ☆ایسے شخص کو یا تو بار بار معافی مانگنی پڑتی ہے یا لوگوں سے اس کی لڑائی ہو جاتی ہے۔ ☆اس کی زبان سے مسلمانوں بلکہ سارے ہی انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ ☆ایسا شخص انسانوں کی نظر میں ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔ ☆وہ معاشرے میں فحش گوئی پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ☆اس کی آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم بن میسر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فحش گو کو قیامت کے دن کتے کی صورت میں لایا جائے گا"۔ (نضرۃ النعیم)